شریعت اسلامیہ میں مرد وعورت کے لیے "غض بصر" کے حکم کا تحقیقی جائزہ

غازی عبدالرحمٰن قاسمی*

مقبول حسن گیلانی**

تعارف:

اسلام پاک وصاف معاشرے کی تعمیر اور انسانی اخلاق وعادات کی تہذیب کرتا ہے۔اور اپنے ماننے والوں کی تہذیب اور پُرامن معاشرے کے قیام کے لئے جو اہم تدبیر کرتا ہے وہ انسانی جذبات کو ہر قسم کے ہیجان سے بچا کر پاکیزہ زندگی کا قیام ہے۔اسی سلسلہ میں اسلام نے "حفاظت نظر" پرزور دیا ہے۔چونکہ نگاہ کا غلط استعمال بے راہ روی میں مبتلا کرسکتا ہے۔اس لیے شریعت اسلامیہ نے "بدنظری" سے منع کیا اور دل میں تمام قسم کے خیالات وتصورات اور اچھے بُرے جذبات کا برانگیختہ ومحرک ہونا اسی کے تابع ہے۔اس لیے اسلام میں نگاہوں کو نیچا رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

غض بصر کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں:

قرآن وحدیث میں نظر کی حفاظت کی بڑی تاکید اور فضیلت بیان ہوئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾(۱)

"ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں"۔

اور اسی طرح عورتوں کو بھی غض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾(۲)

"اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں"۔

حقیقت یہ ہے کہ "بدنظری" ہی "بدکاری" کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔اسی وجہ سے ان آیات میں نظروں کی حفاظت کے حکم کو "حفاظتِ فرج" کے حکم پر مقدم رکھا گیا ہے۔اور نیز عورتوں کی محبت اور دل میں ان کی طرف خواہش فطرت

---

*لیکچرار، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج، ملتان، پاکستان

**پرنسپل، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، ملتان کیمپس، پاکستان

کا تقاضا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (۳)

''لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں''۔

اس لیے نظر کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ چونکہ آنکھوں کی آزادی اور بے باکی خواہشات میں انتشار پیدا کرتی ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں بدنظری کو آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''فزنا العين النظر'' (۴)

''آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے''۔

راستے میں مجلس جما کر بیٹھنے سے اس وجہ سے منع کیا گیا کہ وہ عام گزرگاہ ہے ہر طرح کے آدمی گزرتے ہیں، نظر بے باک ہوتی ہے، ایسا نہ ہو کہ کسی پر پڑے اور وہ برائی کا باعث بن جائے۔ صحابہ کرامؓ سے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو'' صحابہ نے اپنی مجبوری پیش کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تم کو جب کوئی مجبوری ہو تو راستہ کا حق ادا کرو'' صحابہ نے سوال کیا راستہ کا حق کیا ہے۔؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کا ہٹانا، سلام کا جواب دینا اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا''۔ (۵)

حدیث میں نظر کو شیطانی زہر آلود تیر قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا جس کی شرینی وہ اپنے دل میں پائے گا''۔ (۶)

مندرجہ بالا نصوص حفاظت نظر کی اہمیت پر روشنی ڈال رہی ہیں۔

بدنظری کے نقصانات:

نگاہ کا غلط استعمال بہت سارے فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔ بدنظری کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے حسرت وافسوس اور رنج وغم کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ کئی دفعہ نظر کا تیر دیکھنے والے کو خود ہی لگ کر اس کے دل ودماغ کو زخمی کر دیتا ہے۔

حافظ ابن قیمؒ (م۔۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''تمام حادثات کی ابتداء نظر سے ہوتی ہے۔ اور بڑی آگ چھوٹی چنگاریوں سے ہوتی ہے۔ کتنی ہی نظریں ہیں جو نظر والے کے دل میں چبھ جاتی ہیں۔ جیسا کہ کمان اور تانت کے درمیان تیر ہوتا ہے۔'' (۷)

یہ ایک حقیقت ہے جس کا کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا کہ بد نظری انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ اسی لیے شریعت نے عفت وعصمت کی حفاظت کے لیے ''غض بصر'' کا حکم دیا ہے۔

غض بصر کے حکم کا تحقیقی جائزہ:

قرآن کریم میں مردوں اور عورتوں دونوں کو ''غض بصر'' کا حکم دیا گیا مگر جمہور فقہاء نے اس حکم میں مرد وعورت کے درمیان فرق کیا ہے۔ پہلے مردوں کے لیے ''غض بصر'' کے حکم میں اہل علم کا مؤقف ذکر کر کے پھر عورتوں کے لیے اس حکم کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

مردوں کے لیے غض بصر کا حکم:

❶ اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لیے دوسرے مرد کے ''ستر'' کے علاوہ پورے جسم کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔(۸)

❷ اس پر بھی اہل علم کا اجماع ہے کہ بے ریش لڑکے کو لذت اور اس کی خوبصورتی سے متمتع ہونے کے ارادہ سے دیکھنا حرام ہے۔(۹)

مردوں کا عورتوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں:

❶ مرد کا اپنی بیوی کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

❷ مرد اپنی ذی محرم عورتوں کے مواضع زینت کو دیکھ سکتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک مواضع زینت میں، سر، چہرہ، کان، گلا، سینہ، بازو، کلائی، پنڈلی، ہتھیلی اور پاؤں شامل ہیں۔(۱۰)

❸ مرد کا اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنا اس میں میں تفصیل ہے۔

اجنبیہ عورت کی طرف جواز نظر کی اتفاقی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ اجنبیہ عورت کے چہرہ کو دیکھنا جائز ہے۔

۱۔ اگر مرد کسی عورت سے شادی کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے لیے اس عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

امام کاسانیؒ (م۔۵۸۷ھ) لکھتے ہیں۔

''جو شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس عورت کے چہرہ کی طرف دیکھے''۔(۱۱)

بلکہ ایسی عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنے میں جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔

امام نوویؒ (م۔۶۷۶ھ) مخطوبہ عورت کی طرف جواز نظر والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اور اس حدیث میں ہے کہ عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا اس شخص کے لیے مستحب ہے جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہو

اور یہی ہمارا (شوافع کا) مذہب ہے اور مالکؒ، ابو حنیفہؒ تمام اہلِ کوفہ اور احمدؒ سمیت جمہور علماء کا ہے''۔(۱۲)

۲۔ طبیب بغرض علاج اجنبیہ کو دیکھ سکتا ہے۔

امام رازیؒ (م۔۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

''شریف الطبع طبیب کیلئے عورت کی طرف بغرض علاج نظر کرنا جائز ہے۔'' (۱۳)

۳۔ گواہ عورت کے خلاف گواہی دیتے وقت اور قاضی عورت کے خلاف فیصلہ کرتے وقت اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

علامہ حصکفیؒ (م۔۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

''اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔البتہ ضرورت کے وقت دیکھنا جائز ہے مثلاً قاضی کا فیصلہ سناتے یا گواہ کا گواہی دیتے وقت دیکھنا''۔(۱۴)

۴۔ ہنگامی حالات میں مثلاً کوئی عورت پانی میں ڈوب رہی ہے یا آگ میں جل رہی ہے تو اس کی جان بچانے کے لیے اس کی طرف دیکھا جاسکتا ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

''اگر عورت پانی میں ڈوب رہی ہو، آگ میں جل رہی ہو تو اس کی جان بچانے کے لیے اس کے بدن کی طرف دیکھنا جائز ہے''۔(۱۵)

اور اس کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے مزید یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ زلزلہ، سیلاب، چھتوں کا گرنا، آسمانی بجلی کا گرنا، چوری یا ڈکیتی کے وقت بھی افراتفری کے عالم میں یہی حکم ہوگا۔

۵۔ معاملہ کرتے وقت یعنی اشیاء کے لینے دینے اور خرید و فروخت کے وقت بھی عورت کے چہرہ کی طرف نظر کی جاسکتی ہے

امام کاسانی لکھتے ہیں:

''اشیاء کے لینے اور دینے کی ضرورت کی وجہ سے اجنبیہ کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے''۔(۱۶)

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

''خرید و فروخت کی ضرورت کے وقت عورت کی طرف نظر کرنا جائز ہے''۔(۱۷)

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ بائع یا مشتری معاملہ کرتے وقت اس عورت کو پہچان لے تاکہ اگر کسی نقصان کی وجہ سے وہ چیز واپس کرنی پڑے یا بعد میں قیمت وصول کرنی ہو تو دوسری عورتوں سے الگ شناخت کی جاسکے۔(۱۸) جبکہ بعض اہلِ علم کی رائے میں خرید و فروخت کے وقت عورت کا چہرہ کھولنا یا مرد کا دیکھنا جائز نہیں ہے چونکہ یہ ایسی ضرورت نہیں کہ جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔اس لیے کہ عورتیں بیع و شرا نقاب و حجاب کے ساتھ بھی کرسکتی ہیں۔(۱۹) اور یہی بات عصر حاضر کے لحاظ

سے زیادہ مناسب ہے اس لیے کہ آج کل تو باقاعدہ خریدی ہوئی چیز کی رسید اور بل مل جاتا ہے جس سے اس چیز کے واپس کرنے میں مزید کسی شناخت کی ضرورت نہیں ہے۔

اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے کے بارے میں اختلافی صورت:

مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ بغیر کسی حاجت اور ضرورت کے اجنبیہ کی طرف دیکھنے میں جمہور فقہاء اور حنفیہ کے درمیان اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک شہوت سے بے خوف ہونے کی صورت میں اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے، مگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت کا خوف ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں بلا ضرورت اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا ناجائز ہے۔ ائمہ کے مؤقف کی تفصیل اور دلائل کے نقل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ فتنہ اور شہوت کا مفہوم واضح کیا جائے تاکہ بات کا سمجھنا آسان ہو۔

فتنہ کا معنی:

علامہ شامیؒ (م۔۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"قوله بل لخوف الفتنة ای الفجور بهاقاموس اوالشهوة" (۲۰)

''فتنہ سے مراد گناہ یا شہوت ہے''۔

شہوت کی تعریف:

علامہ شامی لکھتے ہیں:

" انهامیل القلب مطلقا"(۲۱)

''شہوت دل کے مائل ہونے کا نام ہے''۔

علامہ شامیؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بیان الشهوة التی هی مناط الحرمة ان یتحرک قلب الانسان ویمیل بطبعه الی اللذة" (۲۲)

''شہوت کا بیان جس پر حرمت کا مدار ہے وہ یہ کہ انسان کے دل میں حرکت پیدا ہو اور طبیعت لذت کی طرف مائل ہو جائے''۔

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ کسی خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھنے سے خواہ وہ عورت کا ہو یا بے ریش لڑکے کا دل کی کیفیات کا متحرک ہونا اور قلبی میلان اور رجحان کے ساتھ طبیعت کا حصول لذت کی طرف مائل ہونا شہوت کہلاتا ہے۔ اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنے کے بارے میں جمہور علماء کا تفصیلی مؤقف درج ذیل ہے۔

مالکیہ کا مؤقف:

علامہ ابن رشدؒ الجد مالکی (م ۔۵۲۰ھ) لکھتے ہیں:

''اور مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ نوجوان عورت کی طرف نظر کرے سوائے گواہی یا علاج وغیرہ کی مجبوری حالت کے''۔(۲۳)

قاضی امام ابن عربیؒ مالکی (م ۔۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

''آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کی طرف دیکھے''۔(۲۴)

شوافع کا مؤقف:

امام ابواسحاق شیرازیؒ (م ۔۴۷۶ھ) لکھتے ہیں:

''بلاضرورت اجنبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبیہ کی طرف دیکھے''۔(۲۵)

امام غزالیؒ (م ۔۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

''اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنا مطلقاً حرام ہے''(۲۶)

حنابلہ کا مؤقف:

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ (م ۔۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

''امام احمد کے ظاہری کلام کے مطابق آدمی کا اجنبیہ عورت کے پورے جسم کی طرف بلاوجہ دیکھنا حرام ہے۔''(۲۷)

جمہور فقہا کے دلائل:

❶ آیت کریمہ:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾(۲۸)

''ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں''۔

امام شافعیؒ (م ۔۲۰۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والوں پر فرض کیا کہ وہ اس چیز کو نہ دیکھیں جس کا دیکھنا اللہ نے حرام قرار دیا اور جس کے دیکھنے سے منع کیا اس سے آنکھوں کو جھکایا جائے''۔(۲۹)

❷ آیت کریمہ:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾(۳۰)

''اور جب تمہیں ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی چیز مانگنا (یا کچھ پوچھنا) اور تو تم پردے کے پیچھے سے مانگا اور

پوچھا) کرو۔"

امام قرطبی (م۔۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات سے ضرورت پڑنے پر پردے کے پیچھے سے سوال کرنے یا مسئلہ پوچھنے کی اجازت دی ہے اور اس حکم میں تمام مسلمان عورتیں داخل ہیں۔" (۳۱)

معلوم ہوا مردوں کے لیے عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں اس لیے پردے کی آڑ میں عورتوں سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے

❸ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

"شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا کا حصہ لکھ دیا ہے جس کو یقیناً پائے گا۔ پس آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں ان کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں زنا کرتے ہیں ان کا زنا چلنا ہے اور نفس زنا کی تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔" (۳۲)

❹ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"اے علی نظر کی پیروی مت کر اس لیے کہ پہلی نظر تو جائز ہے مگر دوسری نگاہ جائز نہیں۔" (۳۳)

❺ حضرت علیؓ کی روایت ہے:

"بے شک نبی کریم ﷺ نے فضل کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا آپ کو قبیلہ خثعم کی ایک لڑکی ملی، آپ ﷺ نے فضلؓ کی گردن دوسری طرف موڑ دی، اس پر ان کے والد عباسؓ نے کہا آپ نے اپنے چچازاد بھائی کی گردن کیوں پھیر دی، آپ نے ﷺ فرمایا میں نے نوجوان مرد اور عورت کو دیکھا تو میں ان پر شیطان سے بے خوف نہیں ہوا۔" (۳۴)

❻ حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ "اچانک" نظر پڑ جائے تو کیا کروں، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا۔

((ان اصرف بصری)) (۳۵)

"میں اپنی نظر پھیر لوں۔"

❼ وہ احادیث جن میں نکاح سے پہلے عورت کی طرف دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ (۳۶) اگر عورتوں کی طرف نظر کرنا مطلقاً جائز ہوتا تو پھر نکاح کے ارادہ کے ساتھ دیکھنے کی تخصیص کیوں کی گئی؟ (۳۷) یہ تمام دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اجنبیہ عورت کی طرف بلا ضرورت دیکھنا ناجائز ہے۔ چنانچہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مردوں کے لیے غض بصر کا حکم لازمی ہے اور استثنائی صورتوں کے علاوہ اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا مطلقاً حرام ہے، فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

''بعض حضرات نے فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور وہ بعید ہے۔ اس لیے کہ شہوت اور فتنہ کا خوف باطنی معاملہ ہے لہذا مونث کے ساتھ حکم کو منضبط کرنا یہ اسباب ظاہرہ میں سے ہے اور مصلحت کے زیادہ قریب ہے''۔ (۳۸)

امام غزالیؒ کی مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کی طرف نظر کرنے کو فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں جائز قرار دیا جائے تو ایسا ممکن نہیں۔ اس لیے کہ شہوت اور فتنہ کے خوف کا تعلق انسان کے ظاہر سے نہیں بلکہ باطن سے ہے اور کسی کے باطن میں کیا ہے؟ کوئی دوسرا فرد نہیں جانتا۔ چنانچہ فتنہ کے خوف کو ضابطہ بنانے کی بجائے اگر یہ ضابطہ بنایا جائے کہ عورت کی طرف ہی بلا وجہ نظر کرنا جائز نہیں تو یہ اسباب ظاہرہ اور مصلحت کے زیادہ قریب ہے۔

مفتی محمد شفیع (م-۱۹۷۶ء) ''احکام القرآن للتھانوی'' میں لکھتے ہیں:

''اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف نظر کرنا مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حرام ہے۔ عام ازیں فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو اور ان حضرات کا خیال ہے کہ خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھنا فتنہ کو لازم کرتا ہے اور عام طور پر دل میں میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ لہذا اجنبیہ کی طرف نظر کرنا، خود فتنہ کے قائم مقام ہے۔ جس طرح کہ نیند کو خروجِ ریح کے احتمال کی وجہ سے اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے اور محض سونے سے وضو کے ٹوٹنے کا حکم لگا دیا جاتا ہے برابر ہے کہ ریح کا خروج ہو یا نہ ہو اور اس طرح خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ وطی کے قائم مقام ہے تمام احکام میں (۳۹) عام ازیں اس خلوت میں وطی پائی گئی ہو یا نہ پائی گئی ہو۔'' (۴۰)

معلوم ہوا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرد کے لیے اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف بلا ضرورت نظر کرنا جائز نہیں اور اس کی وجہ یہ ذکر کی گئی ہے کہ اکثری حالات میں خوبصورت عورت کا چہرہ دیکھ کر انسان اس کی طرف مائل ہو کر فتنہ میں واقع ہو سکتا ہے۔ لہذا جس طرح نیند کو خروج ریح کے قائم مقام قرار دے کر وضو ٹوٹنے کا حکم لگایا جاتا ہے خواہ ہوا خارج ہو یا نہ ہو اور خلوت صحیحہ (۴۱) میں وطی نہ پائی گئی ہو مگر اس خلوت کو وطی کے قائم مقام کر کے احکام جاری کئے جاتے ہیں (۴۲) اسی طرح عورت کی طرف نظر کرنے سے انسان فتنہ میں پڑ سکتا ہے لہذا اجنبیہ کی طرف نظر کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص فتنہ میں واقع ہو جائے۔

حنفیہ کا مؤقف:

حنفیہ کے نزدیک بلا شہوت اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔

امام ابوبکر جصاصؒ (م-۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''اجنبی کے لیے عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف شہوت کے بغیر دیکھنا جائز ہے۔'' (۴۳)

امام کاسانیؒ لکھتے ہیں:

''اجنبی کے لیے آزاد اجنبیہ کے چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ باقی بدن کی طرف نظر کرنا حلال نہیں ہے۔''(۴۴)

علامہ مرغینانیؒ (م۔۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

''اور آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبیہ کی طرف دیکھے سوائے چہرہ اور ہتھیلی کے۔''(۴۵)

حنفیہ کے دلائل:

آیت غض بصر ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾(۴۶) میں مردوں کو ''غض بصر'' کا حکم دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ کی طرف بالکل دیکھنا جائز نہیں، مگر حنفیہ نے سورۃ النور کی درج ذیل آیت کی وجہ سے چہرہ اور ہتھیلیوں کا استثنا کیا ہے۔

❶ آیت کریمہ:

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾(۴۷)

''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ﴿الا ماظهر منها﴾ کی تفسیر سرمہ اور انگوٹھی سے کی ہے۔(۴۸) سرمہ چونکہ آنکھ میں ڈالا جاتا ہے اور انگوٹھی ہاتھ میں ہوتی ہے۔لہذا زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے دوسری روایت بھی ہے جس میں آپ نے ﴿الا ماظهر منها﴾ کی تفسیر ہتھیلی اور چہرہ سے کی ہے(۴۹) چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ باقی اعضاء اسی ''نہی'' کے حکم میں داخل ہیں۔(۵۰) چنانچہ اجنبی مرد کے لیے اجنبیہ کے چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ باقی جسم کی طرف نظر کرنا حلال نہیں، لیکن اگر عورت کی طرف نظر کرنے میں شہوت کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کے چہرہ کو بھی دیکھنا حلال نہ ہوگا۔

شمس الائمہ سرخسی (م۔۴۸۳ھ) اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اور یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جب مرد کی وہ نظر شہوت سے نہ ہو، لیکن اگر وہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی طرف رغبت پیدا ہو جائے گی تو ایسی صورت میں اس مرد کے لیے عورت کے کسی عضو کو بھی دیکھنا حلال نہ ہوگا۔یہی حکم اس صورت میں ہے جب مرد کی غالب رائے یہ ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی طرف میلان ہو جائے گا کیونکہ جس چیز کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکتے ہوں، اس کے اندر غالب رائے یقین کا درجہ رکھتی ہے۔''(۵۱)

امام کاسانیؒ لکھتے ہیں:

''زینت ظاہرہ کی جگہوں کی طرف نظر اس وقت حلال ہے جب وہ بغیر شہوت کے ہو اور اگر وہ نظر شہوت سے ہو تو پھر

حلال نہ ہوگی، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آنکھیں زنا کرتی ہیں (۵۲) اور آنکھوں کا زنا شہوت والی نظر سے ہوتا ہے۔ اور شہوت بھری نظر حرام میں واقع ہونے کا سبب ہے لہذا وہ حرام ہوگی سوائے مجبوری کی حالت میں۔'' (۵۳)

❷ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کے محاسن کی طرف نظر کی تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا۔'' (۵۴)

مذکورہ دلائل کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت کا خوف نہ ہونے کی صورت میں عورت کے چہرہ کی طرف نظر کی جاسکتی ہے اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کا چہرہ دیکھنا منع ہوگا اس لیے کہ عورت کی اصل خوبصورتی اس کے چہرہ میں ہے۔

امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

''عورت کی طرف دیکھنے کی حرمت فتنہ کے خوف کی وجہ سے ہے اور عورت کے اکثر محاسن اس کے چہرہ ہی میں ہوتے ہیں، اس لیے دوسرے اعضاء کی طرف دیکھنے کے مقابلے میں چہرہ کی طرف دیکھنے میں فتنہ کا خوف زیادہ ہے۔'' (۵۵)

اور اگر فتنہ کا خوف نہیں ہے تو پھر عورت کی طرف دیکھنا بھی حرام نہیں ہے۔ مگر چونکہ اس زمانے میں بے راہ روی اور عریانی، فحاشی کا سیلاب نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے اور اس شرط کا موجودہ زمانہ میں پایا جانا مشکل ہے اس لیے متاخرین حنفیہ (۵۶) نے مطلقاً عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے سے منع کیا ہے۔

امام حصکفیؒ لکھتے ہیں:

''اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ پس نظر کا حلال ہونا مقید ہے شہوت نہ ہونے کے ساتھ ورنہ حرام ہے۔ یہ حکم ان پہلے فقہاء کے زمانہ کا ہے اور جہاں تک ہمارے اس دور کا تعلق ہے، اس میں نوجوان عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔'' (۵۷)

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرد کے لیے عورت کی طرف بلاضرورت دیکھنا جائز نہیں اور متقدین حنفیہ کے نزدیک فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں مرد کے لیے اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے مگر چونکہ اب وہ حالات نہیں رہے، عریانی اور فحاشی بڑھتی جا رہی ہے اس لیے متاخرین حنفیہ کے نزدیک بلاضرورت مرد کا اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں، چنانچہ اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرد کے لیے بلاضرورت اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا ناجائز ہے۔

عورتوں کے لیے غض بصر کا حکم:

❶ عورت دوسری عورتوں کا ''ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ'' کے ماسوا جسم دیکھ سکتی ہے۔(۵۸)

عورتوں کے مردوں کو دیکھنے کی چار صورتیں ہیں جن میں سے تین بالاتفاق جائز ہیں اور چوتھی میں اختلاف ہے۔

❶ عورت اپنے شوہر کا وہ تمام بدن دیکھ سکتی ہے جو مرد اپنی بیوی کا دیکھ سکتا ہے۔

❷ عورت اپنے محرم مردوں کا ''ستر'' کے ماسوا تمام جسم دیکھ سکتی ہے۔(۵۹)

❸ عورت کے لیے پیغام نکاح دینے والے مرد کو نکاح سے پہلے دیکھنا جائز ہے۔(۶۰)

❹ اجنبی مرد کی طرف نظر کرنے کا مسئلہ اختلافی ہے۔

اس مسئلہ میں تو تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ ''شہوت'' کے ساتھ عورت کا مرد کو دیکھنا حرام ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

"واما نظر المراۃالی وجه الرجل الاجنبی فان کان بشھو ۃ فحرام بالاتفاق" (۶۱)

''اور بہر حال عورت کا اجنبی مرد کے چہرے کو دیکھنا اگر شہوت سے ہو تو بالاتفاق یہ دیکھنا حرام ہے۔''

لیکن اگر عورت کا اجنبی مرد کی طرف دیکھنا بلاشہوت ہو تو اس بارے میں جمہور فقہاء اور شوافع کے درمیان اختلاف ہے۔

جمہور کا موقف:

جمہور کے نزدیک عورت کے لیے اجنبی مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے جبکہ شوافع کے نزدیک حرام ہے۔ ائمہ کا تفصیلی موقف درج ذیل ہے۔

حنفیہ کا مؤقف:

امام کاسانیؒ لکھتے ہیں:

''عورت کے لیے اجنبی مرد کے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے تک نظر کرنا حلال نہیں اور اس کے ماسوا کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' (۶۲)

علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

''اسی طرح عورت دیکھتی ہے مرد کو جیسا کہ مرد کا مرد کی طرف نظر کرنا ہے اگر عورت شہوت سے امن میں ہو، پس اگر عورت شہوت سے امن میں نہ ہو یا عورت کا مرد کی طرف نظر کرنے سے فتنہ کا خوف ہو یا شک ہو تو پھر عورت کا مرد کو دیکھنا حرام ہے۔''(۶۳)

مالکیہ کا مؤقف:

قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی (م۔۴۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''عورتوں کے لیے مرد کی طرف نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں، ان عمومی حالات میں جن میں وہ مرد بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں کے درمیان کام کاج کر رہا ہے۔'' (۶۴)

علامہ ابن رشد الجد لکھتے ہیں:

''عورت کے لیے جائز ہے، اجنبی مرد کے ان اعضاء کی طرف دیکھنا جو آدمی اپنی محرم عورت کے دیکھ سکتا ہے۔'' (۶۵)

حنابلہ کا مؤقف:

حنابلہ کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں:

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

''عورت کا مرد کی طرف دیکھنے میں دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق عورت پر مرد کے بدن کا وہ حصہ دیکھنا حرام ہے جو مرد کے لیے عورت کا دیکھنا حرام ہے، اور دوسری روایت کے مطابق عورت کا ''ستر'' کے ماسوا دیکھنا جائز ہے''۔ (۶۶)

اور اسی روایت کو ابن قدامہؒ نے ترجیح دی ہے۔ (۶۷)

امام بخاریؒ کا رجحان:

امام بخاریؒ (م۔۲۵۶ھ) کا رجحان بھی جواز کی طرف معلوم ہوتا ہے، چنانچہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا:

"باب نظر المراة الی الحبش و نحو هم من غیر ریبة" (۶۸)

''شکوک وشبہات نہ ہونے کی صورت میں عورت کا حبشیوں وغیرہ کا کھیل دیکھنے کا بیان۔''

امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کر کے حدیث عائشہؓ ذکر کی جس میں ان کا حبشیوں کے کھیل کو دیکھنے کا ذکر ہے۔

حافظ ابن حجرؒ (م۔۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''امام بخاری کے اس ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف اس طرف گئے ہیں کہ عورت کا اجنبی مرد کی طرف نظر کرنا جائز ہے لیکن مرد کا اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے۔'' (۶۹)

اجماع کا قول:

امام ابن قتیبہ دینوریؒ (م۔۲۷۶ھ) نے عورتوں کے مردوں کی طرف نظر کے جواز کے بارے میں اجماع کا ذکر

کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اور لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لیے مردوں کی طرف دیکھنا حرام نہیں ہے جبکہ وہ خود پردے میں ہوں۔'' (۷۰)

شیخ ناصر الدین البانیؒ (م۔۱۴۲۰ھ) لکھتے ہیں:

''حافظ ابن قطان اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا عورت کا مرد کے چہرہ کی طرف نظر کرنے کے جواز کے بارے میں کسی نے اختلاف کیا اور جبکہ عورت کا وہ دیکھنا نہ لذت کے ارادہ سے ہو اور نہ ہی فتنہ کا خوف ہو۔'' (۷۱)

معلوم ہوا جمہور فقہاء کے نزدیک عورت کے لیے فتنہ کے خوف کے بغیر مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

جمہور فقہاء کے دلائل:

❶ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے:

''حجۃ الوداع کے سال قبیلہ خشعم کی ایک عورت آئی اور عرض کیا یا سول اللہ ﷺ میرے باپ پر حج اس حال میں فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے اور سواری پر سیدھا نہیں بیٹھ سکتا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا حج ادا ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، ابن عباسؓ نے کہا کہ فضل اُس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضلؓ کی طرف دیکھنے لگی پس نبی کریم ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری جانب پھیر دیا۔'' (۷۲)

اور ترمذی کی روایت میں ہے:

''حضرت عباسؓ نے کہا آپ نے اپنے چچازاد بھائی کی گردن کیوں پھیر دی، آپؐ نے فرمایا میں نے جوان مرد اور عورت کو دیکھا تو میں ان پر شیطان سے بے خوف نہیں ہوا۔'' (۷۳)

آپؐ نے اس عورت کا چہرہ نہیں پھیرا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے مرد کو دیکھنا جائز ہے۔

امام بدر الدین عینیؒ (م۔۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

''امام داودی نے کہا اس حدیث میں احتمال ہے کہ عورتوں کے لیے مردوں کے چہروں سے نگاہ نیچی کرنا واجب نہیں ہے۔'' (۷۴)

❷ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو جب ان کے شوہر نے تین طلاقیں دیدیں تو آپؐ نے ان کو حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا وہ فرماتی ہیں:

''آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں ام شریک کے ہاں عدت گزاروں لیکن پھر آپ نے فرمایا ام شریک کے ہاں تو مہاجرین کا آنا جانا ہے تم ابن مکتوم کے گھر عدت گزارو۔ کیونکہ اگر وہاں تمہیں کپڑے وغیرہ اتارنے پڑ جائیں تو

تمہیں دیکھنے والا کوئی نہیں''۔ (۷۵)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کے لیے مرد کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ علامہ ابن رشدؒ لکھتے ہیں:

''پس اگر عورت کا مرد کی طرف نظر کرنے کا حکم ایسا نہ ہوتا جیسا کہ مرد کے لیے اپنی ذی محرم عورتوں کو دیکھنا تو نبی کریم ﷺ فاطمہ بنت قیسؓ کے لیے ابن مکتومؓ کے پاس عدت گزارنے کو جائز قرار نہ دیتے اور یہ بات بالکل واضح ہے۔''(۷۶)

❸ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

"رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی بردائہ وانا انظر الی الحبشة یلعبون فی المسجد حتی اکون انا التی اسام فاقدرو اقدر الجاریة الحدیثة السن الحریصة علی اللھو" (۷۷)

''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپؐ نے اپنی چادر سے میرے سامنے پردہ کر دیا اور میں حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے ہوئے دیکھتی رہی، یہاں تک کہ خود ہی تھک کر ہٹ گئی۔ تم خود ہی اندازہ کرلو کہ کم سن اور کھیل کود کی شوقین لڑکی کتنی دیر تک کھڑی رہ سکتی ہے''۔

معلوم ہوا کہ عورت مرد کو دیکھ سکتی ہے مگر مرد کے لیے عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔

❹ حدیث میں ہے:

''حضور ﷺ عید کے خطبہ سے فارغ ہو کر عورتوں کی طرف گئے اور ان کو وعظ و نصیحت کی، بلالؓ ساتھ تھے آپؐ نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔''(۷۸)

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا:

''صدقہ کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں، عورتوں کے درمیان سے ایک سرخی مائل سیاہ رخساروں والی عورت نے کھڑے ہو کر عرض کیا کیوں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا: کیونکہ تم شکوہ اور شوہر کی ناشکری زیادہ کرتی ہو، حضرت جابر فرماتے ہیں وہ اپنے زیوروں کو صدقہ کرنا شروع ہو گئیں، حضرت بلالؓ کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔''(۷۹)

مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا جب عورتیں حضور ﷺ کا وعظ سنتی تھیں یقینی بات ہے کہ وہ آپ کو دیکھتی ہوں گی اور جس وقت حضرت بلالؓ کے کپڑے میں وہ زیورات ڈال رہی تھیں تو حضرت بلالؓ پر بھی نظر پڑتی ہوگی چنانچہ یہ بات واضح ہوگئی کہ عورتوں کے لیے مردوں کی طرف نظر کرنے کی گنجائش ہے۔

شوافع کا مؤقف:

امام ابو اسحاق شیرازیؒ لکھتے ہیں:

''بلاضرورت اجنبیہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبی مرد کو دیکھے۔''(۸۰)

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

''عورت کے لیے اجنبی مرد کی طرف دیکھنا حرام ہے جیسا کہ مرد کے لیے اجنبیہ کی طرف دیکھنا حرام ہے۔''(۸۱)

اور دوسری جگہ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

''اگر عورت کا اجنبی مرد کے چہرہ کو دیکھنا بغیر شہوت اور فتنہ کے خوف کے ہو تو اس بارے میں دو قول ہیں ایک جواز اور دوسرا عدم جواز کا لیکن ہمارے اصحاب نے ''حرمت'' والے قول کو اصح قرار دیا ہے۔''(۸۲)

شوافع کے دلائل:

❶ آیت کریمہ:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُن﴾ (۸۳)

❷ حدیث مبارکہ: حضرت نبھانؒ سے روایت ہے:

''حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ ابن ام مکتومؓ (نابینا صحابی) داخل ہوئے اور یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ کرو، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ یہ پہچانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم بھی اسے نہیں دیکھ سکتیں''۔ (۸۴)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔

❸ قیاس:

جس طرح مرد عورت کی طرف دیکھنے سے فتنہ میں مبتلا ہو سکتا ہے ویسے ہی عورت بھی مرد کی طرف دیکھنے سے فتنہ میں مبتلا ہو سکتی ہے اس لیے جب فتنہ مشترک ہے تو عورت کے لیے بلاضرورت اجنبی مرد کی طرف دیکھنا جائز نہ ہوگا۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

''ولان الفتنة مشتركة وكما يخاف الا فتتان بها تخاف الافتتان به'' (۸۵)

''اور اس لیے کہ فتنہ مشترک ہے جیسا مرد کے لیے عورت کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہے ویسے ہی عورت کے لیے مرد کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہے۔''

مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے شوافع نے ''حرمت'' کا قول اختیار کیا ہے۔(۸۶)

تسامح: امام نوویؒ نے حدیث ام سلمہ نقل کرتے ہوئے، حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ حضرت ام حبیبہؓ کا ذکر کیا ہے۔(۸۷) اور سنن ترمذی کا حوالہ دیا ہے جبکہ سنن ترمذی میں حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کا ذکر ہے جیسا کہ اوپر حدیث گزر چکی ہے۔ اور اسی طرح دیگر کتب میں مذکور ہے۔(۸۸) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سے تسامح ہو گیا ہو۔ اس لیے کہ خود امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں دوسرے مقام پر جب اس حدیث کو ذکر کیا تو حضرت میمونہؓ کا ذکر کیا ہے ۔(۸۹) اور امام ابو اسحاق شیرازیؒ نے بھی شوافع کی طرف سے مذکورہ بالا دلائل پیش کیے ہیں اور حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کا ذکر کیا ہے۔(۹۰)

حدیث عائشہؓ کا جواب:

چونکہ حدیث عائشہؓ اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ اپنے مفہوم میں واضح ہیں اور جمہور کے وزنی دلائل میں شامل ہیں اس لیے امام نوویؒ نے ان کے جوابات دیئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

❶ حضرت عائشہؓ کی نظر، حبشیوں کے چہروں اور جسموں کی طرف نہیں تھی بلکہ وہ ان کے کھیل کو دیکھ رہی تھیں اور ایسا کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہو تو مردوں کے جسموں کی طرف نظر کیے بغیر کھیل دیکھنا جائز ہے اور اگر بلا مقصد مردوں کے جسم پر نظر پڑ جائے تو فوری نظر کو پھیر لیا جائے۔

❷ شاید کہ یہ واقعہ اجنبی کی طرف ''حرمت نظر'' کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو۔

❸ حضرت عائشہؓ کی بلوغت سے پہلے کا واقعہ ہے اور نابالغ احکام شرع کا مکلف نہیں ہوتا۔(۹۱)

حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کا جواب:

حدیث فاطمہ بنت قیسؓ بھی شوافع کے مؤقف کے برعکس ہے امام نوویؒ نے اس کا بھی جواب دیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو جو حضرت ابن مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا تھا اس میں انہیں ابن مکتومؓ کی طرف دیکھنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی بلکہ وہ غض بصر والے حکم کی پابند تھیں اور انہیں وہاں عدت گزارنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا وہاں پر لوگوں کی زیادہ آمد و رفت نہیں تھی وہ بغیر کسی دشواری کے نظر کی حفاظت کر سکتی تھیں اور وہ خود بھی دوسرے لوگوں کی نظروں سے محفوظ تھیں جبکہ ام شریکؓ کے گھر لوگوں کا کثرت سے آنا جانا تھا اس لیے انہیں ابن مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔(۹۲)

امام نوویؒ کے پیش کردہ جوابات کا جائزہ:

امام نوویؒ نے حدیث عائشہؓ کا جو پہلا جواب دیا کہ حضرت عائشہؓ کی نظر ان حبشیوں کے کھیل کی طرف تھی ان کے جسم کی طرف نہیں تھی۔ حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ نیز یہ ممکن نہیں ہے کہ کھیلنے والے کے ''کھیل'' کو تو دیکھا جائے لیکن ان کے ''جسم'' کو نہ دیکھا جائے یا اس پر نظر نہ پڑے۔ اس لیے یہ جواب تو کافی وشافی نہیں ہے۔ شیخ ناصر الدین البانیؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ شیخ البانیؒ لکھتے ہیں:

''معزز قاری کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اس جواب کا تصور کرے تا کہ اس کے لیے اس کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے۔ اس لیے کہ یہ ممکن نہیں ہے نظر اور کھیل وکھیلنے کے درمیان فاصلہ کرنا۔ پس اگر حضرت عائشہؓ ان کے گمان میں کھیل کود دیکھ رہی تھیں نہ کہ کھیلنے والوں کو تو نصوص بے کار ہو جائیں گی۔ اور اگر وہ یہ کہتے کہ حضرت عائشہؓ ان کے ''ستر'' کی طرف نہیں دیکھتی تھیں یا مشکوک نظر کے ساتھ یا فتنہ کے خوف سے نہیں دیکھتی تھیں تو یہ درست تھا۔''(۹۳)

اور امام نوویؒ کے دوسرے اور تیسرے جواب کا حافظ ابن حجرؒ نے جواب دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

''حضرت عائشہؓ کی اس روایت کے بعض طرق میں ''ولما قدم وفد الحبشة''(۹۴) کے الفاظ آرہے ہیں۔ یعنی حبشیوں کا ایک وفد حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تھا اور وہ لوگ یہ کھیل مسجد میں پیش کر رہے تھے۔ جس کو حضرت عائشہؓ نے دیکھا اور وہ وفد ۷ھ میں آیا تھا تو اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سولہ سال تھی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالغہ تھیں اور یہ واقعہ ''احکام حجاب'' کے بعد کا ہے۔''(۹۵)

اور نیز حضرت عائشہؓ کا یہ فرمانا کہ میں پردہ کی اوٹ میں ان کو دیکھ رہی تھی اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام حجاب کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ باقی امام نوویؒ کا حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کے جواب میں یہ کہنا کہ ''ان کو ابن ام مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کے حکم میں ان کی طرف دیکھنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔'' اس بات کی تو حدیث مبارکہ میں صراحت ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ عورت کے لیے مرد کی طرف نظر کرنے کی گنجائش ہے اس لیے ان کو وہاں عدت گزارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ حقائق کے زیادہ قریب ہے کیونکہ یہ بات بہت ہی مستبعد معلوم ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہؓ، حضرت ابن مکتومؓ کے گھر رہ رہی ہوں اور ان کی حضرت ابن مکتومؓ پر نظر نہ پڑی ہو۔ حضور ﷺ نے ام شریکؓ کے گھر انہیں عدت گزارنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ وہاں پر لوگوں کی آمد ورفت تھی۔ اور ان کی نظریں حضرت فاطمہؓ پر پڑنے کا اندیشہ تھا۔ جبکہ ابن ام مکتومؓ کے گھر ایسی صورتحال نہیں تھی اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کپڑے وغیرہ اتارنے پڑ جائیں تو کوئی دیکھنے والا نہیں ہوگا۔ اس سے تو بالکل واضح معلوم ہو رہا ہے کہ اگر عورتوں کے لیے مردوں کی طرف نظر کرنا جائز نہ ہوتا تو پھر آپ ﷺ ان کو ابن

ام مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کا حکم نہ دیتے۔ معلوم ہوا عورتوں کے لیے مردوں کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔

شوافع کے دلائل کے جوابات:

آیت کریمہ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ کی توجیہات:

❶ عورتوں کو جو غض بصر کا حکم دیا گیا ہے وہ مردوں کے غض بصر والے حکم سے مختلف ہے۔ علامہ ابن رشدؒ لکھتے ہیں:

''اور تحقیق یہ بات کہی گئی کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ مرد کی طرف دیکھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وقل للمومنت يغضضن من ابصار هن﴾ کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حکم دیا ﴿وقل للمومنين يغضوا من ابصار هم﴾ اور یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کے لیے تو حدیث فاطمہ بنت قیسؓ نے بیان کر دیا کہ یہ حکم مردوں سے مختلف ہے۔'' (۹۶)

❷ حدیث فاطمہ بنت قیسؓ آیت کریمہ کے لیے ''مخصص'' ہے۔ امام قرطبی لکھتے ہیں:

''ہم نے کہا اس حدیث (فاطمہ بنت قیسؓ) سے بعض علماء نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ مرد کو دیکھے، لیکن مرد کے لیے عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے مثلاً سر، کان وغیرہ اور بہر حال ''ستر'' کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ پس یہ حدیث آیت کریمہ ﴿وقل للمومنت يغضضن من ابصار هن﴾ کے عموم کی تخصیص کرنے والی ہے اور ''من'' کا کلمہ ''تبعیض'' کے لیے ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں ہے۔'' (۹۷)

❸ آیت کریمہ میں کلمہ ''من'' تبعیض کے لیے ہے۔ ابوعبداللہ مصطفیٰ المصری لکھتے ہیں:

''اور بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وقل للمومنات يغضضن من ابصار هن﴾ میں کلمہ ''من'' کو تبعیض کے لیے قرار دیا ہے۔ اور ﴿وقل للمومنات يغضضن من ابصار هن﴾ کا مطلب يغضضن بعض ابصار هن، یعنی کچھ نظروں کو جھکائے، اس لیے کہ عورت کے لیے بہت سی چیزوں کو دیکھنے کی اجازت ہے، بلکہ شوہر کو دیکھنا مستحب ہے تاکہ اس کا نفس پاک دامن ہو جائے۔ اور جب فتنہ کا خوف نہ ہو تو محرم مردوں کو دیکھنا جائز ہے بلکہ عام طور پر مردوں کو بھی دیکھنا جائز ہے۔ اور اگر ان کی طرف نظر کرنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر بالکل دیکھنا ممنوع ہوگا۔'' (۹۸)

❹ حدیث عائشہؓ اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ آیت کریمہ میں ''غض بصر'' سے مراد عورتیں ''اعضائے مستورہ'' سے نظریں نیچی رکھیں۔ قاضی ابوالولید سلمان بن خلف الباجیؒ لکھتے ہیں:

''پس یہ احتمال ہے کہ اس حکم سے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہوں اعضائے مستورہ سے نظروں کے جھکانے کا۔'' (۹۹)

❺ آیت کریمہ میں ''غض بصر'' کا حکم اس صورت میں ہے جب وہ نگاہ لذت سے بھرپور ہو۔ قاضی ابوالید الباجیؒ لکھتے ہیں:

''پس یہ احتمال ہے کہ اس حکم سے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہوں کہ عورت اپنی آنکھوں کو جھکا لے، اجنبی مرد کی طرف اس خاص نظر سے جو لذت والی ہو۔''(۱۰۰)

مذکورہ بالا توجیہات سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے ''غض بصر'' کا حکم مطلقاً نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں نظریں جھکانے کا حکم ہے۔ جب وہ نظر اعضائے مستورہ کی طرف ہو یا لذت سے ڈالی جارہی ہو۔ کچھ صورتیں اس میں سے مستثنیٰ ہیں مثلاً مباح اشیاء کو دیکھنا یا اپنے شوہر اور محرم رشتہ داروں کو دیکھنا عورت کے لیے جائز ہے۔ لہٰذا حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کو سامنے رکھتے ہوئے اس آیت کا مفہوم متعین کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کے لیے ''شہوت'' سے بے خوف ہونے کی صورت میں اجنبی مردوں کی طرف نظر کرنے کی گنجائش ہے اور اگر ''شہوت'' کا اندیشہ ہو تو پھر یہ گنجائش باقی نہ رہے گی۔

حدیث نبہانؒ کا جواب:

شوافع کی پیش کردہ حدیث نبہان عورتوں کے لیے اجنبی مردوں کی طرف نظر کرنے کے بارے میں عدم جواز پر دلالت کر رہی ہے اور حدیث عائشہؓ اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ سے جواز معلوم ہو رہا ہے۔ روایات میں بظاہر تعارض پیش آرہا ہے۔

رفع تعارض:

امام ابن بطالؒ (م۔۴۴۹ھ) نے حدیث عائشہؓ کو اصح قرار دے کر تعارض ختم کیا ہے۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ حدیث نبہان کو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب ''الصحیح'' میں ذکر نہیں کیا بلکہ حدیث عائشہ کو نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی غرض حدیث نبہان کا رد کرنا ہے اور حدیث عائشہؓ حدیث نبہان سے اصح ہے اس لیے کہ نبہان علم حدیث کے نقل کرنے میں معروف نہیں ہے۔ چنانچہ نبہان کی حدیث، احادیث صحیحہ اور اجماع علماء کے معارض ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔(۱۰۱)

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ نے رفع تعارض کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔

❶ بصورت ترجیح:

حدیث نبہانؒ ضعیف ہے۔ اس لیے کہ حدیث نبہان کے ضعف کی طرف امام احمدؒ نے اشارہ کیا ہے۔ اور ابن عبد البرؒ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت نقل کرنے والے راوی نبہان کو مجہول قرار دیا ہے۔ جبکہ حدیث فاطمہ بنت قیسؓ صحیح ہے لہٰذا صحیح حدیث کو دلیل بنایا جائے۔

❷ بصورت تطبیق:

اگر سند سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر یہ احتمال ہے کہ حدیث نبہان ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہو جیسا کہ امام احمدؒ اور امام ابو داؤد نے کہا ہے۔ اثرمؒ کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ (امام احمدؒ) سے کہا حدیث نبہان ازواج مطہرات کے

ساتھ خاص ہے اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ تمام عورتوں کے لیے ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔(۱۰۲)

امام بدرالدین عینیؒ درج ذیل جوابات ذکر کیے ہیں جن سے تعارض ختم ہو سکتا ہے۔

❶ حضرت عائشہؓ صغیرہ تھیں۔

❷ حبشیوں کا یہ کھیل عید کے دن تھا جس کو حضرت عائشہؓ دیکھ رہی تھیں اور یوم عید کو رخصت ہے، جو کہ غیر عید کو نہیں ہے۔

❸ کھیل پیش کرنے والے حبشی چھوٹے بچے تھے جو کہ نابالغ تھے۔

❹ حدیث ام سلمہؓ، حدیث عائشہؓ کے لیے ناسخ ہے۔

❺ نابینا سے پردہ کا حکم یہ ازواج مطہرات کی حرمت اور عظمت کی وجہ سے ان کے ساتھ خاص ہے۔(۱۰۳)

حافظ ابن حجرؒ نے حدیث ام سلمہؓ اور حدیث عائشہؓ کو جمع کر کے بصورت احتمال دو توجیہات کی ہیں اور یہی توجیہات امام بدرالدین عینیؒ نے بھی ذکر کی ہیں اور ان کو زیادہ بہتر قرار دیا ہے۔

❶ حدیث ام سلمہؓ پہلے کی ہو اور حدیث عائشہؓ بعد کی ہو۔

❷ ازواج مطہرات کو حضرت ابن مکتومؓ کی طرف نظر کرنے سے اس لیے منع کیا ہو کہ وہ نابینا صحابی تھے عین ممکن ہے کہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ کھلا ہوا ہو جس کی طرف نظر کرنا جائز نہ ہو اور وہ اس بات سے بے خبر ہوں۔(۱۰۴)

ملا علی قاریؒ (م ۔۱۰۱۴ھ) نے ایک لطیف توجیہ کی ہے۔

❶ حدیث عائشہؓ سے عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے اور حدیث ام سلمہؓ ورع اور تقویٰ پر محمول ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اصح بات یہی ہے کہ عورت کا مرد کی طرف ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے بلا شہوت نظر کرنا جائز ہے۔ اور یہ حدیث ام سلمہ ورع اور تقویٰ محمول ہے۔''(۱۰۵)

امام ابن بطالؒ کے پیش کردہ جواب کا جائزہ:

امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو اپنی کتاب میں نقل نہ کرنا قطعاً اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ حدیث غیر صحیح ہے اس لیے کہ حدیث کی صحت کا معیار اس کے بخاری یا مسلم میں مذکور ہونے پر نہیں بلکہ اس کی سند پر ہے۔ چنانچہ عین ممکن ہے کہ کوئی حدیث صحیح ہو مگر بخاری و مسلم میں موجود نہ ہو۔ لہذا یہ کہنا کہ امام بخاریؒ کی حدیث عائشہؓ کے ذکر کرنے سے غرض حدیث نبہان پر رد کرنا ہے۔ محض اس احتمال سے کسی حدیث کو ضعیف نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جہاں تک ہے ان کا یہ اعتراض کہ ''**لان نبهان ليس بمعروف بنقل العلم**'' یہ بھی وزنی نہیں ہے۔ اس لیے کہ نبہان علم حدیث کے نقل کرنے میں محدثین کی جماعت کے نزدیک معروف ہے۔ جن میں امام ابن حبانؒ، امام حاکمؒ

بھی شامل ہیں اور انہوں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ امام ابن شہاب زہریؒ، محمد بن عبدالرحمٰن جو حضرت طلحہؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان سے روایت کررہے ہیں۔ لہذا نبھان کی روایت کورد نہیں کیا جاسکتا۔(۱۰۶)

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ کے جوابات کا جائزہ:

ابن قدامہؒ کا حدیث نبھان کو ضعیف قرار دینا ''محل نظر'' ہے۔ اس لیے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے قوی ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔(۱۰۷) امام ابن حبانؒ اور امام حاکمؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے بلکہ ابن حبانؒ نے نبھان کا شمار ثقہ راویوں میں کیا ہے۔(۱۰۸) اور اس حدیث پر ضعف کی یہ علت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے آزاد کردہ غلام نبھان سے امام مسلم بن شہاب زہریؒ نے اکیلے روایت نقل کی ہے یہ کوئی ایسی علت نہیں ہے جس کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دیا جائے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

''حدیث ام سلمہؓ '' افعمیاو ان انتما '' حدیث مشہور ہے اور اس حدیث کو اصحاب سنن نے زہری سے روایت کیا ہے جو کہ نبھان مولی ام سلمہؓ سے روایت کررہا ہے اور اس حدیث کی سند قوی ہے اور اکثر اس حدیث پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ یہ کہ زہری اکیلا نبھان سے روایت کررہا ہے اور یہ کوئی ایسی علت نہیں جو استدلال سے مانع ہو، اس لیے کہ جس کو زہری پہچانتا ہے اور اس کی حالت بیان کررہا ہے کہ وہ ام سلمہؓ کا مکاتب ہے اور اس پر کسی ایک امام نے جرح بھی نہیں کی ہے اس کی روایت کو رد نہیں کیا جاسکتا۔''(۱۰۹)

معلوم ہوا حدیث نبھان ضعیف نہیں ہے۔ باقی ابن قدامہؒ کا پیش کردہ دوسرا جواب قابل اعتماد ہے۔

امام بدرالدین عینیؒ کے جوابات کا جائزہ:

امام عینیؒ کا پیش کردہ پہلا جواب درحقیقت امام نوویؒ کا ہی پیش کردہ جواب ہے جس کی حافظ ابن حجرؒ نے تردید کی ہے کما مر دوسرا اور تیسرا جواب محض ایک احتمال ہے جس پر استدلال کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ تاوقتیکہ کوئی اور دلیل نہ پائی جائے جو اس احتمال کو تقویت دے۔ چوتھا جواب بھی ''محل نظر'' ہے اس لیے کہ جب تک ''نسخ'' کو جاننے کے لیے چار صورتوں میں کوئی صورت نہ پائی جائے تب تک ''نسخ'' کا قول نہیں کیا جاسکتا۔(۱۱۰) اور یہاں پر ان میں سے کوئی بھی صورت نہیں ہے۔ البتہ پانچواں جواب قابل اعتماد ہے۔ امام ابوداؤد (م۔۲۷۵ھ) کا رجحان بھی اس طرف ہے۔ چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے حدیث ام سلمہؓ جس میں حضرت ابن ام مکتومؓ کی آمد کا ذکر ہے نقل کرکے لکھا ہے۔

''یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے اور اس کی دلیل یہ ہے حضور اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت قیسؓ کو ابن مکتومؓ کے پاس عدت گزارنے کا حکم دیا کہ اگر تم اپنے کپڑے بھی اتاردوگی (تو کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے) اس لیے کہ وہ ایک نابینا شخص ہے۔''(۱۱۱)

امام ابو داؤدؒ کا دعویٰ ''تخصیص'' کرنا بادلیل ہے۔ اس لیے کہ اگر نابینا سے پردہ تمام عورتوں کے لیے ہوتا تو حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو ابن ام مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ امام احمد بن حنبلؒ (م۔۲۴۱ھ) نے بھی حدیث ام سلمہؓ کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص قرار دیا ہے اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کو عام عورتوں کے لیے قرار دیا ہے۔(۱۱۲) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام ابوداؤدؒ کے حدیث ام سلمہؓ اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کو اس طریقے پر جمع کرنے کو ''حسن'' کہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اور امام ابوداؤدؒ نے حدیث فاطمہ بنت قیسؓ سے دلیل پکڑتے ہوئے کہا یہ حکم ازواجِ مطہرات کے ساتھ خاص ہے۔ میں کہتا ہوں یہ دونوں حدیثوں کے درمیان اچھی جمع ہے۔''(۱۱۳)

حافظ ابن حجرؒ کی توجیہات کا جائزہ:

حافظ ابن حجرؒ کی پیش کردہ توجیہات نہایت عمدہ ہیں جس سے تعارض باقی نہیں رہتا۔ کہ اگر حدیث ام سلمہؓ کو پہلے کا واقعہ تسلیم کر لیا جائے اور حدیث عائشہؓ کو بعد کا واقعہ قرار دیا جایا جائے تو تعارض ختم ہو جائے گا۔ اور اگر حدیث عائشہؓ کو پہلے کا اور حدیث ام سلمہؓ کو بعد کا تسلیم کیا جائے تو بھی عورتوں کا مردوں کی طرف دیکھنے کا ''جواز'' باقی ہے اس لیے کہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ان کو ابن ام مکتومؓ سے جو پردہ کا حکم دیا گیا تھا عین ممکن ہے کہ حضرت ابن مکتومؓ کے جسم کا کوئی حصہ کھلا ہو جس کی طرف نظر کرنا جائز نہ ہو۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان کو پردہ کا حکم دیا ہو۔

ملا علی قاریؒ کی توجیہ کا جائزہ:

ملا علی قاریؒ کی توجیہ بھی نہایت عمدہ ہے کہ حدیث عائشہؓ سے عورتوں کے لیے مردوں کی طرف نظر کرنے کا جواز ثابت ہو رہا ہے اور حدیث ام سلمہؓ ورع اور تقویٰ پر محمول ہے۔

شوافع کے قیاس کا جواب:

شوافع کا یہ قیاس نصوص کے مقابلہ میں واقع ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے اس لیے کہ پیچھے روایت گزر گئی جس میں حضور ﷺ کا عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا ذکر تھا۔ یہ بات بہت ہی بعید ہے کہ وہ آپ ﷺ کا وعظ سنتی ہوں اور آپ ﷺ کی طرف نہ دیکھتی ہوں اور حضرت بلالؓ کے کپڑے میں زیورات ڈالتی جا رہی ہوں مگر ان پر نظر نہ پڑ رہی ہو۔ اسی طرح حدیث عائشہؓ اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ سے معلوم ہوا ہے کہ عورت کے لیے مرد کی طرف دیکھنے کا حکم مرد کے عورت کی طرف دیکھنے کے حکم سے برعکس ہے نیز عورتوں کے لیے گھروں سے کام کاج کے سلسلہ میں نکلنا مجبوری ہے۔ اور شریعت اسلامیہ نے عورتوں کو نقاب و حجاب میں باہر نکلنے کا حکم دیا ہے۔ مگر مردوں کو نقاب کرنے کا حکم نہیں دیا اس لیے حالت اضطرار کی وجہ سے مرد و عورت کے درمیان ''غض بصر'' کے اس حکم میں فرق کیا گیا ہے۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

''ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا چہرہ عورت کے لیے ستر ہے جیسا کہ عورت کا چہرہ مرد کے لیے ستر ہے۔ بلکہ مرد کا چہرہ عورت کے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ نابالغ بچے کا چہرہ مرد کے لیے ہے اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کا مرد کی طرف دیکھنا حرام ہوگا اور اگر فتنہ نہ ہو تو پھر دیکھنا جائز ہے۔ اس لیے کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ کار چلا آرہا ہے کہ مرد ہر زمانے میں کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلتے ہیں۔ جب کہ عورتیں نقاب پہن کر باہر نکلتی ہیں اگر مرد بھی اس حکم میں ان کے برابر ہوتے تو ان کو بھی نقاب پہننے کا حکم دیا جاتا، یا عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے منع کر دیا جاتا۔'' (۱۱۴)

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

''اگر عورتوں کے لیے مردوں کی طرف نظر کرنا منع ہوتا تو مردوں پر پردہ کرنا واجب ہوتا جیسا کہ عورتوں پر واجب ہے تاکہ وہ مردوں کی طرف نہ دیکھ سکیں۔'' (۱۱۵)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

''عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کے جواز کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ہمیشہ اس بات پر عمل ہوتا رہا ہے کہ عورتیں گھروں سے نکلتے وقت مساجد، بازار اور دورانِ سفر نقاب کر کے نکلا کرتی ہیں تاکہ اجنبی مرد ان کو نہ دیکھ سکیں لیکن کبھی مردوں کو حکم نہیں دیا گیا کہ وہ بھی نقاب پہن کے نکلا کریں تاکہ عورتیں ان کو نہ دیکھ سکیں۔ یہ طریقہ کار بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مرد و عورت کو جو ''غض بصر'' کا حکم دیا گیا ہے اس میں فرق ہے۔ (۱۱۶)

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

''عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کے جواز کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عورتیں حضور ﷺ کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتی تھیں اور یقیناً ان کی نظر مردوں پر بھی پڑتی ہوگی اور اگر ان کے لیے مردوں کو دیکھنا جائز نہ ہوتا تو انہیں مسجد اور عید گاہ میں حاضر ہونے کا حکم نہ دیا جاتا، اور تحقیق عورتوں کو مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا اور مردوں کو پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔'' (۱۱۷)

معلوم ہوا عورتوں کے لیے مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

خلاصہ بحث:

اہل علم کی اس بحث سے درج ذیل پہلو سامنے آئے۔

1. مردوں کا اجنبیات عورتوں کی طرف بلا ضرورت دیکھنا ناجائز ہے۔
2. عورتوں کا مردوں کو دیکھنا ''شہوت'' سے ہو تو بالاتفاق یہ حرام ہے۔ اگر بغیر ''شہوت'' کے ہو تو شوافع کے نزدیک

پھر بھی دیکھنا حرام ہے۔

❸ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ''بلاشہوت'' عورت کا مرد کو دیکھنا جائز ہے۔

اور یہی قول حالات و زمانہ کے لحاظ سے نہایت مناسب ہے۔ اس لیے کہ عصر حاضر میں علوم وفنون اور بالخصوص طبی علوم کی تحصیل اور دیگر ضروریات کے سلسلے میں عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ اگر ان کا مردوں کی طرف دیکھنے کو اسی طرح حرام قرار دیا جائے جس طرح مردوں کا عورتوں کو دیکھنا حرام ہے۔ تو ان کے لیے حرج ہوگا کہ مردوں کے لیے حجاب ونقاب کے ساتھ باہر نکلنے کا حکم نہیں ہے۔ سوسائٹی اور معاشرہ میں قدم بقدم مرد حضرات سے سامنا ہوتا رہتا ہے اور ان کو دیکھنے سے حرام کا ارتکاب کر کے وہ گناہگار ہو رہی ہیں۔ ''عموم بلویٰ'' کی وجہ سے عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کو علی الاطلاق حرام قرار دینا محل نظر ہے۔ جبکہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آنا ثابت ہے۔ اور اسی طرح حج وعمرہ دیگر کاموں کے سلسلہ میں وہ گھروں سے باہر نکلتی تھیں یقیناً اجنبی مردوں کے پاس سے گزرتے ہوئے ان پر نظر پڑتی ہوگی۔ اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو پھر مردوں کے لیے بھی ''نقاب'' کا حکم ہوتا یا عورتوں کے گھروں سے نکلنے پر پابندی ہوتی۔ حالانکہ شریعت اسلامیہ میں اس قسم کے احکام نہیں ہیں۔ لہٰذا بلاضرورت عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا خلاف اولیٰ قرار دینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ گو ان کے لیے افضل اور بہتر یہی ہے کہ وہ بلاضرورت اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱ القرآن، النور:۳۰ ۲۔ القرآن، النور:۳۱

۳ القرآن، آل عمران:۳۱

۴ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت دار ابن کثیر الیمامہ، ۱۴۰۷ھ، جلد ۵، صفحہ ۲۳۰۴

۵ مسلم بن حجاج، امام، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی، جلد ۴، صفحہ ۱۷۰۴، ۲۳۰۴

۶ المنذری، عبدالعظیم، الترغیب والترہیب، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ جلد ۳ صفحہ ۲۳

۷ ابن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی دار المعرفت، ۱۴۱۸ھ، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴

۸ عبداللہ بن محمود الموصلی الحنفی، الاختیار تعلیل المختار، قاہرہ، مطبعہ الحلبی، ۱۳۵۶ھ، جلد ۴، صفحہ ۱۵۴

الغزالی، محمد بن محمد، ابو حامد، الوسیط فی المذہب، قاہرہ دار السلام، ۱۴۱۷ھ، جلد ۵، صفحہ ۲۹

۹ شامی، ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار (حاشیہ ابن عابدین) بیروت، دار الفکر للطباعۃ والنشر، جلد ۶، ۳۷۱

۱۰ برہان الدین محمود بن احمد، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، جلد نمبر ۵، صفحہ ۳۳۱، ۳۳۲

ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ، جلد ۷ صفحہ ۳۱، ۳۲

الخطیب الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ جلد ۴، صفحہ ۲۱۴، ۲۱۷

الغزالی، الوسیط فی المذھب، جلد ۵، صفحہ ۳۱، ۳۲

ابن جزی کلبی، محمد بن احمد، القوانین الفقہیہ، ناشر نا معلوم، س ن، جلد ۱، صفحہ ۲۹۴

محمد بن محمد الطرابلسی، المالکی، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۲ھ جلد ۳ صفحہ ۴۰۶

۱۱ الکاسانی، علاء الدین، البدائع والصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء جلد ۵ صفحہ ۱۲۲

ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۹۶

الطرابلسی، المالکی، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، جلد ۳، صفحہ ۴۰۵

الشیرازی، ابراہیم بن علی، ابو اسحاق، المہذب فی فقہ الامام الشافعی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، س ن، جلد ۲، صفحہ ۴۲۴

۱۲ النووی، شرح صحیح مسلم، جلد ۹، صفحہ ۲۱۰

۱۳ الرازی، محمد بن عمر بن حسین، ابو عبداللہ، تفسیر الفخر الرازی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۰ھ جلد ۲۳، صفحہ ۳۶۲

الطرابلسی، المالکی، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، جلد ۳، صفحہ ۴۰۵

الحصکفی، علاء الدین، درمختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ جلد ۶ صفحہ ۳۷۰؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱

۱۴ الحصکفی، الدر المختار، جلد ۶، صفحہ ۳۷۰

الطرابلسی، المالکی، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، جلد ۳، صفحہ ۴۰۵

الشیرازی، ابو اسحاق، المہذب، جلد ۲، صفحہ ۴۲۵؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱

۱۵۔ الرازی، مفاتیح الغیب، جلد۲۳، صفحہ۳۶۲
۱۶۔ الکاسانی، البدائع والصنائع، جلد۵، صفحہ۱۲۲
۱۷۔ النووی، شرح صحیح مسلم، جلد۹، صفحہ۲۱۰
۱۸۔ درویش مصطفیٰ حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب، قاہرہ، دارالاعتصام، (س ن) صفحہ۳۷
۱۹۔ ایضاً، صفحہ۳۷
۲۰۔ شامی، الردالمختار علی الدرالمختار، جلد۱، صفحہ۴۰۷ (۲۱) ایضاً، جلد۱، صفحہ۴۰۶
۲۲۔ ایضاً، جلد۱، صفحہ۴۰۷
۲۳۔ ابن رشد الجد، محمد بن احمد، المقدمات الممہدات، بیروت، دارالغرب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ، جلد۳، صفحہ۴۲۰
۲۴۔ ابن عربی، محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، جلد۳، صفحہ۳۸۰
۲۵۔ الشیرازی، ابواسحاق، المہذب، جلد۲، صفحہ۳۲
۲۶۔ الغزالی، الوسیط فی المذہب، جلد۵ صفحہ۳۲
۲۷ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷، صفحہ۱۰۲
۲۸ القرآن، النور: ۳۰
الشیرازی، ابواسحاق، المہذب، جلد۲، صفحہ۴۲۵
ابن عربی، احکام القرآن، جلد۳، صفحہ۳۷۹
ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد۱۸، صفحہ۵۵۹
۲۹ الشافعی، محمد ابن ادریس، تفسیر الامام الشافعی، المملکۃ العربیہ السعودیہ، دارالتدمریۃ، ۱۴۲۷ھ، جلد۳ صفحہ۱۱۳۷
۳۰ القرآن، الاحزاب ۵۳
ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، ابومحمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ، جلد۷، صفحہ۱۰۲
۳۱ القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دارالکتب المصریہ، ۱۳۸۴ھ، جلد۱۴، صفحہ۲۲۷
۳۲ ابن عربی، احکام القرآن، جلد۳، صفحہ۳۸۰
مسلم، الصحیح، جلد۴، صفحہ۲۰۴۷
۳۳ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷، صفحہ۱۰۲؛ ابن عربی، احکام القرآن، جلد۳ صفحہ۳۸۰؛ ابوداؤد، جلد۲، صفحہ۲۴۶
ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، الکتاب المصنف فی الاحادیث والاثار، ریاض، مکتبۃ الرشید، ۱۴۰۹ھ، جلد۶، صفحہ۳۶۷
۳۴ الشیرازی، ابواسحاق، المہذب، جلد۲، صفحہ۴۲۵؛ ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد۱۸، صفحہ۵۵۹؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷، صفحہ۱۰۲؛
الترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، السنن، مصر، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۹۵ھ جلد۳ صفحہ۲۲۳؛
احمد بن حنبل، المسند، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ جلد۲ صفحہ۶
۳۵ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷ صفحہ۱۰۲؛ مسلم، جلد۳ صفحہ۱۶۹۹

۳۶۔ ابوداؤد، السجستانی، سلیمان بن اشعث، بیروت، المکتبہ العصریہ، جلد۲، صفحہ ۲۲۸
ابن ماجہ، محمد بن یزید، داراحیاء الکتب العربیہ، جلد ا صفحہ ۶۰۰

۳۷۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲

۳۸۔ الوسیط فی المذھب، جلد ۵، صفحہ ۳۲

۳۹۔ مفتی صاحب کا ''سائر الاحکام'' لکھنا تسامح ہے۔ اس لیے کہ خلوت صحیحہ تمام احکام میں وطی کے قائم مقام نہیں ہے، بلکہ بعض احکام میں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (فتاوی ہندیہ، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۱ھ، جلد ا، صفحہ ۳۰۴)

۴۰۔ مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد ۳، صفحہ ۴۶۸

۴۱۔ خلوت صحیحہ سے مراد نکاح کے بعد مرد وعورت کسی ایسی تنہائی کی ملاقات ہے جہاں پر وطی سے کوئی حسی، شرعی اور طبعی مانع نہ ہو، (فتاوی ہندیہ، جلد ا صفحہ ۳۰۴)

۴۲۔ ایسی خلوت صحیحہ جس میں مرد نے عورت سے وطی نہ کی تو اس عورت پر بعض احکام وہ لاگو ہونگے جو ایسی عورت پر لاگو ہوتے ہیں جس کے ساتھ خلوت صحیح میں وطی ہو چکی ہو، اور بعض احکام لاگو نہیں ہونگے۔ تفصیل دیکھیے (فتاوی ہندیہ جلد ا صفحہ ۳۰۶)

۴۳۔ الجصاص، ابوبکر، احکام القرآن، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، جلد ۵، صفحہ ۱۷۳

۴۴۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲

۴۵۔ المرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، س ن، جلد ۴، صفحہ ۳۶۸

۴۶۔ القرآن، النور: ۳۰ ۴۷۔ القرآن، النور: ۳۱

۴۸۔ الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۰ جلد ۱۹، صفحہ ۱۵۶

۴۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، جلد ۳، صفحہ ۵۴۶

۵۰۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲

۵۱۔ السرخسی، محمد بن ابی سھل، المبسوط، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۴۱۴ھ جلد ۱۰، صفحہ ۱۵۳

۵۲۔ ابوبکر احمد بن عمرو البزار، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المدینۃ المنورۃ، المکتبہ العلوم والحکم، ۱۹۸۸ء جلد ۵، صفحہ ۳۳۲

۵۳۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲

۵۴۔ السرخسی، المبسوط، جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۳؛ المرغینانی، الہدایہ، جلد ۴، صفحہ ۳۶۸

۵۵۔ السرخسی، المبسوط، جلد ۱۰، صفحہ ۱۵۲

۵۶۔ متقدمین سے مراد وہ حضرات جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا زمانہ پایا اور ان سے فیض حاصل کیا اور جنہوں نے ان ائمہ ثلاثہ کا زمانہ نہیں پایا وہ متاخرین کہلاتے ہیں۔ علامہ ذہبی نے میزان میں متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی کا شروع قرار دیا ہے۔ تیسری صدی ہجری سے پہلے تک علماء متقدمین اور تیسری صدی کے آغاز سے متاخرین کہلاتے ہیں (مشتاق علی شاہ، تعارف فقہ، گوجرانوالہ، مکتبہ حنفیہ، س ن، صفحہ نمبر ۶۳)

۵۷۔ الحصکفی، الدرالمختار، جلد ۶ صفحہ ۳۷۰

۵۸۔ کاسانی، بدائع الصنائع، جلد۵ صفحہ۱۲۴
الغزالی، الوسیط فی المذھب، جلد۵ صفحہ نمبر۳۰
ابن قدامہ، المغنی، جلد۷، صفحہ۱۰۵
۵۹ الزحیلی، وھبۃ الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دار الفکر، سوریہ، طبع رابع (س ن) جلد۴ صفحہ۲۰۳
شامی، الرد المختار، جلد۶ صفحہ۳۷۰
المغربی، شمس الدین، ابوعبداللہ، محمد بن محمد، مواھب الجلیل لشرح مختصر الخلیل، دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ، جلد۵ صفحہ۲۲
الشیرازی، المھذب، جلد۲، صفحہ۴۲۴
ابن قدامہ، الکافی فقہ الامام المجبل احمد بن حنبل، ناشر (نامعلوم) (ت ن) جلد۳ صفحہ۳
۶۱۔ النووی، یحی بن شرف، المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ جلد۶ صفحہ۱۸۴
۶۲۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد۵ صفحہ۱۲۲
۶۳۔ الحصکفی درمختار، جلد۶ صفحہ۳۷۱
۶۴۔ الباجی، ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی، المنتقی شرح الموطا، مصر، مطبعہ السعادۃ، ۱۳۳۲ھ جلد۴ صفحہ۱۰۵
۶۵۔ ابن رشد، البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لمسائل المستخرجہ، بیروت، دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۸ھ جلد۷ صفحہ۴۹۱
۶۶۔ ابن قدامہ، الکافی فقہ الامام المجبل، جلد۳ صفحہ۳
ابن قدامہ، المغنی، جلد۷، صفحہ۱۰۶
۶۷۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷ صفحہ۴۶۵،
الکافی فی فقہ الامام المجبل احمد بن حنبل، جلد۳ صفحہ۳
۶۸۔ البخاری، جلد۷ صفحہ۳۸
۶۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ جلد۹ صفحہ۳۳۶
۷۰۔ ابن قتیبہ دینوری، عبداللہ بن مسلم، تاویل مختلف الحدیث، المکتب الاسلامی، موسسۃ الاشراق، ۱۴۱۹ھ جلد۱ صفحہ۳۲۸
۷۱۔ ناصر الدین الالبانی، الرد المفحم، عمان، المکتبۃ الاسلامیہ، ۱۴۲۱ جلد۱ صفحہ۱۶۶
۷۲۔ المظہری، محمد ثناء اللہ، التفسیر المظہری، پاکستان، مکتبۃ الرشدیہ، ۱۴۱۲ھ، جلد۶ صفحہ۴۹۲
البخاری، الصحیح، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ جلد۳ صفحہ۱۸
۷۳۔ المظہری، التفسیر المظہری، جلد۶ صفحہ۴۹۳
الترمذی، السنن، جلد۳ صفحہ۲۲۳
۷۴۔ العینی، بدر الدین، ابومحمد، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، بیروت، دار احیاء التراث العربی س ن، جلد۹ صفحہ۱۲۵
۷۵۔ المظہری، التفسیر المظہری، جلد۶ صفحہ۴۹۳؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷ صفحہ۱۰۶؛ ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد۴ صفحہ۳۵۵
مسلم، الصحیح، جلد۲ صفحہ۱۱۱۴؛ الترمذی، السنن، جلد۳ صفحہ۲۳۳

۷۶۔ ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد۴ صفحہ ۳۵۶
۷۷۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷ صفحہ ۱۰۲
البخاری، الجامع الصحیح، جلد۷ صفحہ ۳۸
۷۸۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد۷ صفحہ ۱۰۶؛ البخاری، الجامع الصحیح، جلد۲، صفحہ ۱۸؛ المسلم، الصحیح، جلد۲ صفحہ ۶۰۲
۷۹۔ المسلم، الصحیح، جلد۲ صفحہ ۶۰۳
۸۰۔ الشیرازی، المھذب، جلد۲، صفحہ ۳۴
۸۱۔ النووی، المنہاج، جلد۱۰، صفحہ ۹۶
۸۲۔ النووی، المنہاج، جلد۶ صفحہ ۱۸۴
۸۳۔ القرآن، النور:۳۱
۸۴۔ الترمذی، محمد بن عیسی، ابوعیسی، الجامع، بیروت، دار احیاء التراث العربی جلد۵ صفحہ ۱۰۲
۸۵۔ النووی، المنھاج، جلد۱۰، صفحہ ۹۶ ۸۶۔ ایضاً، جلد۶ صفحہ ۱۸۶
۸۷۔ النووی، المنہاج جلد۶ صفحہ ۱۸۶ (**ولقوله صلى الله عليه وسلم لام سلمة حبيبة احتجبا عنه اى عن ابن ام مكتوم فقالتا انه اعمى لايبصرنا فقال صلى الله عليه وسلم العمياوان انتما اليس تبصرانه وهو حديث حسن رواه الترمذى**)
۸۸۔ اسی طرح سنن ابی داؤد (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، بیروت، مکتبہ العصریہ، جلد۴ صفحہ ۶۳) مسند احمد (امام احمد بن حنبل، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۱ھ، جلد۴۴ صفحہ ۱۵۹) موارد الضمان (الھیثمی علی بن ابی بکر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، جلد۱، صفحہ ۳۵۱، صحیح ابن حبان (محمد بن حبان، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۹، مسند ابو یعلی (ابو یعلی، احمد بن علی لموصلی، دمشق، دار المامون للتراث ۱۴۰۴ھ جلد۱۲ صفحہ ۳۵۳، میں بھی حضرت میمونہ کا ذکر ہے۔
۸۹۔ النووی، المنہاج، جلد۱۰ صفحہ ۹۸
۹۰۔ الشیرازی، ابواسحاق، المھذب، جلد۲ صفحہ ۳۴
۹۱۔ النووی، المنہاج، جلد۶ صفحہ ۱۸۴
۹۲۔ النووی، المنہاج، جلد۱۰ صفحہ ۹۷
۹۳۔ الالبانی، الرد المفحم، عمان، المکتبۃ الاسلامیہ، ۱۴۲۱ھ جلد۱، صفحہ ۱۱۴
۹۴۔ محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، بیروت، موسسۃ الرسالہ ۱۴۱۴ھ جلد۱۳ صفحہ ۱۸۶
۹۵۔ فتح الباری، جلد۲ صفحہ ۴۴۵، ۴۴۳
۹۶۔ ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد۷ صفحہ ۴۹۱
۹۷ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد۱۲ صفحہ ۲۲۸
۹۸۔ مصطفیٰ بن العدوی، ابوعبداللہ، شلبایہ، المصری، سلسلۃ التفسیر لمصطفی العدوی، ناشر (نامعلوم) (س ن) جلد۴۶، صفحہ ۶
۹۹۔ الباجی، المنتقی، جلد۳ صفحہ ۳۰۵

۱۰۰۔ المنتقی شرح موطا امام مالک، جلد ۳، صفحہ ۳۰۵

۱۰۱۔ ابن بطال، علی بن خلف، شرح صحیح بخاری، ریاض، مکتبۃ الرشد ۱۴۲۳ھ، جلد ۷ صفحہ ۳۶۴

۱۰۲۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷

۱۰۳۔ العینی، عمدۃ القاری، جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۷

۱۰۴۔ فتح الباری، جلد ۹ صفحہ ۳۳۷

العینی، عمدۃ القاری، جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۷

۱۰۵۔ ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، بیروت، دار الفکر، ۱۴۲۲ھ جلد ۵ صفحہ ۲۰۵۵

۱۰۶۔ العینی، عمدۃ القاری، جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۷

۱۰۷۔ الترمذی، الجامع السنن، جلد ۵ صفحہ ۱۰۲

۱۰۸۔ العینی، عمدۃ القاری، جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۷

۱۰۹۔ ابن حجر، فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۳۷

۱۱۰۔ نسخ کو جاننے کے لیے چار صورتیں ہیں۔ تفصیل دیکھیے (محمود الطحان، ڈاکٹر، تیسیر مصطلح الحدیث، لاہور، غزنی سٹریٹ اردو بازار، س ن، صفحہ ۵۹)

۱۱۱۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، بیروت، المکتبۃ العصریہ، جلد ۴ صفحہ ۶۳

۱۱۲۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷ صفحہ ۱۰۷

۱۱۳۔ ابن حجر، تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ جلد ۳ صفحہ ۳۱۵

۱۱۴۔ ابن حجر، فتح الباری، جلد ۹ صفحہ ۳۳۷

۱۱۵۔ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷ صفحہ ۱۰۶

۱۱۶۔ ابن حجر، فتح الباری، جلد ۹ صفحہ ۳۳۷

۱۱۷۔ ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد ۵ صفحہ ۲۰۵۶